 

15-10-2018

# شگون

مفتی منیب الرحمٰن

لغت میں اس کے معنی ہیں: ''اچھی یا بری فال نکالنا''۔ ہندو معاشرت کے اثرات کے تحت ہمارے ہاں نیک وبد شگون کی بہت سی روایات چلی آرہی ہیں۔ صفر المظفر قمری سال کا دوسرا مہینہ ہے، ظہورِ اسلام سے پہلے اہلِ عرب میں بھی اِس مہینے کے بارے میں بہت سی روایات موجود تھیں، بعض لوگ اِس کی طرف بیماری یا مالی نقصان یا مصیبتوں کے نزول کی بدشگونی منسوب کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِن تمام باتوں کی نفی فرمائی، اِس حوالے سے کُتبِ احادیث میں متعدد روایات ہیں، ہم اُن تمام روایات کو یک جا کر کے درج کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں، کوئی مرض اپنی ذات سے مُتعدی نہیں ہوتا، اُلو کی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں، ماہ صفر کی نحوست کی کوئی حقیقت نہیں، ستاروں (کی چالوں) کا انسانوں کی تقدیر میں کوئی دخل نہیں اور بھوت پریت کی تاثیر کی کوئی حقیقت نہیں ہے''۔

قرآن مجید میں بدشگونی کے معنیٰ میں ''نَحس'' اور ''طِیَرہ'' کے کلمات آئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (۱) ترجمہ: ''بے شک ہم نے اُن پر تند وتیز مسلسل چلنے والی آندھی منحوس دن میں بھیجی، جو اُن کو اٹھا کر اِس طرح مارتی تھی جیسے وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تنے ہیں، (القمر: 20-19)''۔ (۲): ''سو ہم نے (اُن کے) منحوس دنوں میں اُن پر خوف ناک آواز والی آندھی بھیجی تاکہ ہم اُنہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزا چکھائیں اور آخرت کا عذاب سب سے زیادہ رُسواکُن ہے، (حٰم السجدہ: 16)''۔ (۳): ''اور رہے عاد، تو اُن کو گرجتی ہوئی تیز آندھی سے ہلاک کر دیا گیا، (اللہ نے) اِس آندھی کو اُن پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن تک مُسلّط رکھا، پس تم دیکھتے کہ یہ لوگ زمین پر کھجور کے کھوکھلے تنوں کی طرح گر گئے، (الحاقہ: 7-6)''۔ (۴): ''پس جب اُن پر خوشحالی آتی تو وہ کہتے یہ ہماری وجہ سے ہے۔ اور اگر اُن پر کوئی بدحالی آتی، تو وہ موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے، سنو! اِن کافروں کی نحوست اللہ کے نزدیک ثابت ہے، لیکن اِن میں سے اکثر نہیں جانتے، (اعراف: 131)''۔ (۵): ''کافروں نے (مُرسلین سے) کہا: ہم تم سے بُرا شگون لیتے ہیں اور اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہماری طرف سے تم کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا، اُنہوں نے کہا: تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ ہے، کیا تم نصیحت کو بُرا سمجھتے ہو بلکہ تم حد سے گزرنے والے ہو، (یٰس: 19-18)''۔

ابتدائی تین آیات میں ''نَحس'' کا کلمہ آیا ہے۔ اِن آیات میں قوم عاد پر عذاب کے دنوں کو منحوس قرار دیا گیا اور حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قوم عاد پر عذاب بدھ کے دن آیا تھا اور وہ اِس دن کو منحوس کہتے تھے، اس کی تفسیر میں علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں: '' میں کہتا ہوں کہ تمام ایام برابر ہیں اور بدھ کا دن نحوست کے لیے خاص نہیں ہے، یعنی اُن پر عذاب اُن کی سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے آیا نہ کہ بدھ کے دن کی وجہ سے، اور ہر گزرنے والی ساعت کسی شخص کے لیے اچھی اور مبارک ہوتی ہے اور وہی ساعت دوسرے شخص کے لیے

بری اور منحوس ہوتی ہے اور ہر دن کسی شخص کے لیے خیر اور دوسرے شخص کے لیے شر ہوتا ہے، یعنی ایک ہی دن کہیں جنازہ اٹھتا ہے اور کہیں شادیانے بج رہے ہوتے ہیں، پس نحوست یا ناخوشگوار ہونے کا تعلق زمانے سے نہیں ہوتا، بلکہ افراد کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص پر عذاب یا کوئی مصیبت نازل ہونے کی وجہ سے بدھ کا دن منحوس ہے تو ہر دن بلکہ ہر ساعت میں کسی نہ کسی شخص پر کوئی نہ کوئی مصیبت اور بلا نازل ہوتی ہے، تو اِس طرح تو تمام ساعتیں سَعد یا نحس قرار پائیں گی، (روح المعانی، جلد 27، ص:86)''۔

آخری دو آیات میں کُفّار نے بالترتیب دعوتِ حق دینے والوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کی طرف نحوست کی نسبت کی، تو انہیں جواب دیا گیا کہ تمہاری نحوست، تمہاری بداعمالیوں کے سبب اللہ تعالیٰ کے یہاں مقدر ہے، حدیث پاک میں فرمایا: ''لَا طِیَرَۃَ''، یعنی کسی خاص مقام، دن یا وقت کے حوالے سے شریعت میں نحوست یا بدشگونی کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی چیز سے بدشگونی لے کر اپنے مقصد سے لوٹ آیا، اُس نے شرک کیا''۔ شرک کی صورت یہ ہے: کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ اِس چیز یا واقعے کا ظہور اپنی ذات میں ناکامی کا سبب ہے اور اِس بنا پر اُس نے اپنا پروگرام ملتوی کردیا، تو گویا اُس نے اعتقادی طور پر شرک کا ارتکاب کیا کہ غیر اللہ کو مؤثر بالذات مانا، جیسے ہمارے ہاں بلی کے راستہ کاٹنے کو بھی نحس سمجھا جاتا ہے۔

اِس کے برعکس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں بدشگونی تو نہیں ہے، (البتہ) نیک فال لینا بہتر ہے، صحابہ نے پوچھا: ''نیک فال کیا ہے؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ اچھی بات جو تم میں سے کوئی سنے، (صحیح بخاری:5754)''۔

چنانچہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر سہیل بن عمرو قریشِ مکہ کے نمائندے کے طور پر مذاکرات کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے اُس کے نام سے نیک فال لیتے ہوئے فرمایا: ''اللہ نے تمہارا کام آسان کردیا ہے''، کیونکہ سہیل کا مادّہ ''سہل'' ہے اور اس کے معنی ہیں: آسانی۔ اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کے سفرِ ہجرت کے موقع پر کفارِ مکہ نے آپ کو گرفتار کرنے والے کے لیے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا، بُریدہ انعام کی لالچ میں قریش کے 70 شہسواروں کے ساتھ روانہ ہوا اور راستے میں آپ تک جا پہنچا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟، اُس نے کہا: بُریدہ، آپ نے اپنے رفیقِ سفر حضرت ابوبکر کی طرف مُتوجہ ہوکر فرمایا: ہمارے معاملے میں ٹھنڈک مقدر ہوگئی، پھر آپ نے اُس سے پوچھا: تمہارا خاندان کیا ہے؟، اُس نے کہا: ''اسلم''، اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں سلامتی مل گئی'' (کیونکہ اسلم کا مادّہ ''سَلِم'' بمعنی سلامتی ہے)، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا قبیلہ کیا ہے؟، اُس نے جواب دیا: بنوسہم، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا تیر نکل گیا (سہم کے معنی ہیں: تیر)، چنانچہ بُریدہ اور اُن کے سب ساتھی اسلام لے آئے، (سُبُل الھدیٰ والرشاد، جلد 9، ص:356)''۔

رسول اللہ ﷺ اچھے ناموں کو پسند فرماتے تھے اور بعض مواقع پر ناموں کو تبدیل فرمایا۔ آپ نے ''بَرّہ'' نام کو تبدیل کرکے زینب اور جویریہ رکھا، اَصرم کو بدل کر زُرعہ رکھا۔ اِسی طرح آپ ﷺ نے ''عاص، عزیز، عَتلہ، غُراب، حُباب اور شہاب'' ناموں کو بھی بدلا۔ سعید بن مُسیّب نے بتایا کہ اُن کے دادا کا نام 'حَزن' تھا، وہ حضور کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام سَہل ہے، اُنہوں نے کہا: میں اپنے باپ کے رکھے ہوئے نام کو نہیں بدلوں گا، چنانچہ اسی کا اثر ہے ہمارے خاندان کے مزاج میں سختی چلی آرہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ ''صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے''، اِس کے معنی یہ ہیں کہ ماہ صفر کو جو لوگ منحوس تصور کرتے ہیں اور اِس ماہ کی تیرہ تاریخ کو بعض لوگ تیرہ تیزی کہتے ہیں اور اس مہینے میں شادی نہیں کرتے، شریعت کی رُو سے یہ سب باتیں بالکل بے اصل اور

 

باطل ہیں۔ امام احمد رضا قادری سے سوال ہوا: صفر کے آخری بدھ کے متعلق لوگوں میں مشہور ہے کہ اُس دن رسول اللہ ﷺ صحت یاب ہوئے تھے، لہٰذا وہ اِس خوشی میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں، بعض لوگ اِس دن کو نحس جان کر برتن توڑتے ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا: آخری بدھ کی شریعت میں کوئی اصل نہیں اور اس دن برتن توڑنا مال ضائع کرنا ہے اور گناہ کا سبب ہے۔ اُس دن آپ کی صحت یابی کا بھی کوئی ثبوت نہیں، بلکہ جس مرض میں آپ کا وصال ہوا، اُس کا آغاز صفر 11ھ کے آخری بدھ کے دن ہوا تھا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کی ابتلا بھی بدھ ہی کے دن شروع ہوئی تھی''۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ ''ستارے کی کوئی اصل نہیں''، اِس کے معنی ہیں: بعض نجومیوں کے یہ نظریات کہ ستاروں کی چالیں یا اُن کا کسی خاص برج میں ہونا انسانوں کی تقدیر پر اثر انداز ہوتا ہے یا یہ کہ فلاں کا ستارہ یہ ہے اور برج یہ ہے اور اُس کا دن یا سال اِس طرح گزرے گا، یہ سب باتیں شریعت کی نظر میں باطل ہیں، علامہ اقبال نے کہا ہے:

ستارہ کیا مِری تقدیر کی خبر دے گا؟ وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے، خوار و زبوں

یعنی جو ستارہ اپنی مرضی سے حرکت نہیں کر سکتا، وہ خود قادرِ مُطلق کے حکم کا پابند ہے اور اُس کی مجال نہیں کہ اُس کے حکم سے سرتابی کرے یا بال برابر اِنحراف کرے، فرمایا: ''سورج کو سزاوار نہیں کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے، (یٰس:40)''، کیونکہ: ''سورج اور چاند اللہ کے مقررہ حساب سے چلتے ہیں، (الرحمٰن:5)''، علامہ اقبال نے کہا تھا:

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے؟ خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے؟
عَبَث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

''بدفالی شرک ہے''، اس حدیث کی شرح میں علامہ علی القاری لکھتے ہیں:

''اگر کسی نے یہ اعتقاد کیا کہ حصول نفع یا دفعِ ضرر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مستقل مؤثر ہے تو یہ شرک جلی ہے، آپ نے اس کو شرک اس لیے فرمایا کہ وہ یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جس چیز سے انہوں نے بدفالی لی ہے، وہ مصیبت کے لزوم میں مؤثر ہے اور بالعموم ان اسباب کا لحاظ کرنا شرک خفی ہے، خصوصاً جب اس کے ساتھ جہالت اور سوئے اعتقاد بھی ہو، تو اس کا شرک خفی ہونا اور بھی واضح ہے، (مرقاۃ المفاتیح، ج:9،ص:6)''۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ تمام دن اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور کوئی دن نامسعود اور نامبارک نہیں ہے، اسی طرح تمام انسان اور اشیاء اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور ان میں سے کوئی چیز منحوس نہیں ہے اور حوادث، آفات، بلاؤں اور مصائب کے نازل ہونے میں کسی چیز کا دخل نہیں ہے۔ بیماریوں، آفتوں اور مصیبتوں کے نازل ہونے کا تعلق تکوین اور تقدیر سے ہے، دن اور کسی شئے کا کسی شر کے حدوث اور کسی آفت کے نزول میں کوئی دخل اور اثر نہیں ہے، ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بس! اسی لیے کسی بھی جائز اور صحیح کام کو کسی دن اور کسی چیز کی خصوصیت کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں ہے اور کوئی دن اور کوئی چیز منحوس، نامسعود اور نامبارک نہیں ہے، (شرح صحیح مسلم، ج:7،ص:613)''۔

(روزنامہ دنیا، 15 اکتوبر 2018ء)